شاہ محمد جعفر پھلواروی

طلاق سکران

بھارت سے ایک استفسار آیا ہے جس میں یہ سوال کیا گیا ہے کہ سکران (جو نشے میں ہو) کی طلاق واقع ہوگی یا نہیں ؟

جواب :

ا :۔ حضرت عمر، عطا، مجاہد، حسن، ابن سیرین، ابن مسیب، عمر بن عبد العزیز، سلیمان بن یسار، نخعی، زہری، شعبی، امام مالک، میمون بن مہران، حمید بن عبد الرحمان، قتادہ، سلیمان بن حرب ثوری، حسن بن حی، اوزاعی، ابن شبرمہ وغیرہ اس کے قائل ہیں کہ نشے میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

ب :۔ حضرت عثمان، عکرمہ، طاؤس، ابن عباس وغیرہ نشے کی طلاق کو صحیح نہیں سمجھتے ۔

ج :۔ امام شافعی اور امام احمد، جابر بن زید وغیرہ سے دونوں طرح کے قول منقول ہیں۔

یہ تمام تفصیلات نصب الرایہ ج ۳ ص ۲۲۲ شائع کردہ مجلس علمی ڈھابیل ۱۳۵۷ھ میں موجود ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

اخرج ابن ابی شیبة فی مصنفه ان عمر اجاز طلاق السکران بشهادة نسوة واخرجه عن عطاء ومجاهد والحسن وابن سیرین، وابن المسیب وعمر بن عبد العزیز وسلیمان بن یسار والنخعی والزهری والشعبی قالوا :

یجوز طلاقه واخرج عن الحکم قال: من طلق فی سکر من الله فلیس طلاقه بشیء ومن طلق فی سکر من الشیطان فطلاقه جائز۔ واخرج عن عثمان انه کان لا یجیز طلاق سکران وان عمر بن عبدالعزیز کان یجیزه حتی حدثه ابان بذالک۔ واخرج عن جابر بن زید وعکرمه وطاؤس کانوا لا یجیزونه۔ واخرج مالک فی الموطا عن سعید بن المسیب وسلیمان بن یسار، سئلا عن طلاق السکران فقالا:۔ اذا طلق السکران جاز طلاقه وان قتل قتل۔ قال مالک وذلک الامر عندنا۔

مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ روایت ہے کہ حضرت عمر نے عورتوں کی شہادت پر نشے کی طلاق کو نافذ قرار دیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے عطاء، مجاہد، حسن، ابن سیرین، ابن مسیب، عمر بن عبدالعزیز۔ سلیمان بن یسار، نخعی، زہری، شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حضرات بھی نشے کی طلاق کو نافذ قرار دیتے ہیں۔ پھر حکم کا قول نقل کرتے ہیں کہ:

"اگر نشہ اللہ کی طرف سے ہو تو اس حالت میں طلاق کا کوئی اثر نہیں ہوگا، اور اگر شیطان کی طرف سے ہو تو طلاق واقع ہوگی"۔

حضرت عثمان سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سکران کی طلاق کو بے اثر قرار دیتے تھے۔ مگر عمر بن عبدالعزیز اسے نافذ قرار دیتے تھے اور اس مسئلے پر ابان نے ان سے گفتگو کی۔ جابر بن زید عکرمہ اور طاؤس کے بارے میں ابن ابی شیبہ یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ حضرات ایسی طلاق کو نافذ نہیں قرار دیتے تھے۔ امام مالکؒ نے موطا میں لکھا ہے کہ سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے طلاقِ سکران کے بارے میں دریافت کیا گیا تو دونوں نے کہا کہ سکران اگر طلاق دے تو یہ پڑ جائے گی اور اگر وہ قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ امام مالک کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہی بات صحیح ہے۔

پھر حاشیہ ؏۲ کی عبارت یہ ہے:

وفی المحلی ج ۱۰ ص ۲۰۸ وجوزہ میمون بن مھران وحمید بن عبدالرحمٰن وقتادۃ وجابر بن زید والثوری والحسن بن حی والشافعی فی احد قولیہ وقال مالک: طلاق السکران وجمیع افعالہ جائزۃ الا الردۃ وزاد ابن قدامۃ فی المغنی ج ۸ ص ۲۵۴، والاوزاعی وابن شبرمۃ واحمد فی روایۃ وسلیمان بن حرب۔

محلی ج ۱۰ ص ۲۰۸ میں ہے کہ میمون بن مہران، حمید بن عبدالرحمان، قتادہ، جابر بن زید ثوری، حسن بن حی اور ایک قول کے مطابق امام شافعی بھی ایسی طلاق کو نافذ مانتے ہیں۔ امام مالک کا کہنا ہے کہ سکران کی طلاق بلکہ اس کے تمام کام موثر و نافذ ہوں گے بجز ارتداد کے۔ ابن قدامہ نے مغنی ج ۸ ص ۲۵۴ میں اوزاعی، ابن شبرمہ اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اور سلیمان بن حرب کے ناموں کا بھی اضافہ کیا ہے۔

اب احادیث پر نظر ڈالیے تو یہ روایتیں ملتی ہیں:۔

(۱) ان القلم مرفوع عن ثلاثۃ: عن المجنون حتیٰ یبرأ وعن النائم حتیٰ یستیقظ وعن الصبی حتیٰ یعقل (ابوداؤد عن ابن عباس)

تین قسم کے آدمیوں پر شرعی گرفت نہیں۔ مجنون پر تندرست ہونے تک، سونے والے پر جاگنے تک اور لڑکے پر عقل آنے تک۔

یہاں یہ بھی سن لیجیے کہ حضرت عمرؓ نے ایک پاگل زانیہ کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔ حضرت علیؓ نے یہ روایت سنائی تو آپ نے سزا کا ارادہ ترک کر دیا۔

(۲) حضرت علی کا یہ قول بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ کی کتاب الطلاق میں موجود ہے کہ:

کل الطلاق جائز الا طلاق المعتوہ

معتوہ کے سوا سب طلاقیں نافذ ہوں گی (معتوہ کے معنی ہیں نیم پاگل جو کبھی ہوش

ہیں ہو کبھی مجنون ہو جائے)

(۳) حضرت عثمان کا قول بخاری کتاب الطلاق میں یوں ہے:-

لیس لمجنون ولا لسکران طلاق (مجنون اور سکران کی طلاق کوئی طلاق نہیں)

(۴) حضرت عائشہ کا قول ابوداؤد (کتاب الطلاق میں یوں ہے -

لا طلاق ولا عتاق فی غلاق

سخت غصّے کی طلاق اور عتاق دونوں بے اثر ہیں (ابوداؤد نے غلاق کا مطلب غصّہ بتایا ہے)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس کا قول بخاری کتاب الطلاق میں یوں ہے:

طلاق السکران والمستکرہ لیس بجائز

نشے اور جبر کی طلاق درست نہیں۔

(۶) حضرت ابوہریرہ کا قول ترمذی کتاب الطلاق اور ابوداؤد کتاب الحدود میں یوں ہے:

کل طلاق جائز الا طلاق المعتوہ والمغلوب علی عقلہ

معتوہ (نیم پاگل) اور مغلوب العقل کے سوا سب طلاقیں نافذ ہوں گی -

ان روایات میں جو چیز نقطۂ ماسکہ کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہے المغلوب علی عقلہ یعنی جس کی عقل مغلوب ہو جائے -

مغلوب العقل کی بہت سی صورتیں ہیں۔ سخت غصّے میں، اچانک حادثے میں، فکر و رنج میں، ہذیان میں، جنون میں، نیند میں، بے ہوشی میں، سخت تکلیف میں، انسان بعض اوقات اس طرح اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے کہ اس کی عقل کام نہیں کرتی اور اس وقت اس کا کوئی فیصلہ درست نہیں ہوتا۔ بالکل یہی صورت اس وقت بھی ہوتی ہے جب انسان نشہ پی کر بدمست ہو جاتا ہے - انسان از خود پاگل ہو گیا ہو یا کوئی دوا کھا کر اپنے آپ کو پاگل کر لیا ہو، دونوں میں کوئی فرق نہیں - اسی طرح کوئی مرض کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہو یا کوئی دوا کھا کر بالقصد بے ہوش

ہو گیا ہو۔ دونوں نتائج کے اعتبار سے یکساں ہیں۔ یہی صورت اس وقت بھی ہو گی جب کسی نے دھوکے سے نشہ پی لیا ہو یا جان بوجھ کر نشہ پیدا کر لیا ہو۔ دونوں کا حکم از روئے نتائج یکساں ہی ہونا چاہیئے۔ یہ الگ بات ہے کہ بالقصد اپنے کو پاگل یا بے ہوش یا بدمست کرنے کی سزا اسے دی جائے گی لیکن اس مغلوب العقلی کی حالت میں جو نتائج ہوں گے ان میں خطا و عمد کا کوئی فرق نہیں۔ از روئے حدیث عقل آنے سے پہلے مجنون اور جاگ جانے سے پہلے سویا ہوا شرعی گرفت کا مستحق نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ بدمست کو اس کلیئے سے باہر شمار کیا جائے۔

جب ہم قرآن کریم کی طرف دیکھتے ہیں تو ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اس نے طلاق کا جو نقشہ عمل (پروسیجر) بتایا ہے اس کا مقصد بے سوچے سمجھے طلاق دینے میں رکاوٹیں پیدا کرنا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ نکاح بھی سوچ سمجھ کر کیا جائے اور طلاق بھی غور و فکر کے بعد دی جائے۔ نیند، جنون، ہذیان، بے ہوشی یا سخت تکلیف کی مغلوب العقلی کی حالت میں اگر ایجاب و قبول ہو جائے تو کیا وہ نکاح منعقد ہو جائے گا؟ کسی کو نشے میں بدمست کر کے نکاح پڑھا دیا جائے تو کیا وہ نکاح صحیح ہو گا؟ صحیح بات تو یہ ہے کہ ہوش و حواس اور ارادہ و نیت کو نکاح میں اتنا زیادہ دخل نہیں جتنا طلاق میں ہے۔ طلاق دینے کے لیے کتاب و سنت نے جو طریقہ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے تو دونوں میں مصالحت کرانے کے لیے دونوں فریق کی طرف سے ایک ایک حکم لیا جائے۔ وہ دونوں ہر ایک کا بیان سن کر مصالحت کی کوشش کریں۔ (فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما) پھر یہ ارشاد نبوی ہے کہ طلاق احسن دی جائے یعنی طہر بلا وطی میں ایک طلاق دے کر عدت تک چھوڑ دیا جائے۔ پھر قرآنی حکم ہے کہ دو گواہوں کی موجودگی میں طلاق دی جائے۔ واشھدوا ذوی عدل منکم۔ (دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دو)۔

اور قرآنی حکم ہے کہ دورانِ عدّت زوجین ایک ہی گھر میں رہیں اور اخراجات شوہر کے ذمے ہوں گے (واسکنوھن من حیث سکنتم من وجدکم ولا تضاروھن لتضیقوا علیھن)

پھر قرآنی تصریح یہ بھی ہے کہ اگر ایک طلاق کو موکد کرنے کے لیے اگر دوسرے طہر یعنی میں بھی ایک اور طلاق دے دی جائے تو اس کے بعد تیسرے طہر تک انتظار کیا جائے۔ اس طہر کے آنے سے پہلے یا تو رجوع کر لیا جائے یا (بغیر طلاق دیے) چھوڑ دیا جائے یعنی عدت ختم ہونے دی جائے۔ الطلاق مرتٰن فامساکٌ بمعروف او تسریح باحسان (طلاقیں صرف دو ہیں۔ اس کے بعد یا روک لینا ہے یا چھوڑ دینا) - یہ طلاق بائن ہو جائے گی جس کے بعد تجدید نکاح کا موقع باقی رہتا ہے۔

ذرا غور کیجئے۔ یہ تین قروء کی لمبی میعاد اور طلاق کا یہ طریقہ (پروسیجر) کیا محض اسی لیے نہیں کہ طلاق کسی فوری جذبے کے تحت نہ ہو بلکہ ہوش و حواس کی قائمی کے ساتھ ہو، سوچ سمجھ کر، مستقبل کے تمام نشیب و فراز۔ اور عواقب و نتائج پر غور و فکر کرنے کے بعد ہو؟ کہاں کتاب و سنت کا یہ اندازہ اور کجا نشے کی طلاق، جس میں اسے کچھ معلوم نہیں کہ جو طلاق وہ دے رہا ہے وہ رجعی ہے یا بائن یا بتّہ ہے۔ بلکہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ طلاق دے رہا ہے یا نکاح پڑھا جا رہا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ اسے نشے خوری کی سزا ملنی چاہیے لیکن اس کی سزا چالیس یا اسّی دُرّے کی شکل میں ہونا چاہیے نہ کہ بیوی کی جدائی کی صورت میں۔ یہ تفریق تو خود نشے سے بھی زیادہ بدتر کام ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مغلوب العقلی کی کوئی سی بھی شکل ہو اس میں طلاق کا مؤثر یا نافذ ہونا کوئی جاندار فتویٰ نہیں۔

ہم اس موقع پر ایک گذارش اور بھی کریں گے کہ جو حضرات ایسے نشے کی طلاق کو نافذ خیال کرتے ہیں وہ کم از کم اتنی عنایت ضرور کریں کہ اسے رجعی قرار دیں خواہ اس نے نشے کی حالت میں کتنی ہی طلاقیں دی ہوں اس میں یہ امکان تو رہے گا وہ ہوش میں آنے کے بعد

رجوع کر سکے گا۔ یوں بھی واقعہ یہ ہے کہ تین طلاقیں بیک مجلس رجعی ہی ہوتی ہیں۔ مغلظہ نہیں ہوتیں۔ جیسا کہ ہم اپنے مقالات میں واضح کر چکے ہیں۔ ملاحظہ ہو "اجتہادی مسائل"۔

اب رہا یہ کہ نشے کی حدود کیا ہیں تو فقہاء کے نزدیک نشے خوار پر شرعی تعزیر اس وقت نافذ ہوگی جب وہ زمین و آسمان اور مرد و زن میں تمیز نہ کر سکے۔ بقول ئے۔ ادرءوا الحدود عن الشبہات (معمولی شبہے پر بھی حدود کو ٹال جاؤ)

سزا سے بچانے کے لیے تو یہ شرط، کہ زن و مرد اور آسمان و زمین میں تمیز نہ کر سکے۔ بڑی حد تک مانی جا سکتی ہے لیکن طلاق کے باب میں اس حد تک جانے کی ضرورت نہیں۔ اس سے کم درجے کا بھی نشہ ہو تو طلاق کو غیر مؤثر ہی ہونا چاہیے۔ نشے کی آخری اور درمیانی حدوں میں وہی فرق ہے جو جنون اور عتاہت میں ہے۔ از روئے احادیث مجنون اور معتوہ دونوں کی طلاق غیر مؤثر و غیر نافذ ہے۔ اسی طرح نشے کی آخری حد اور درمیانی حد دونوں کی طلاقوں کو غیر مؤثر سمجھنا چاہیے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ نابالغ کی طلاق کو ہمارے فقہاء غیر موثر مانتے ہیں تا آں کہ وہ عاقل بالغ نہ ہو جائے اور بدمست کی طلاق کو موثر تسلیم کرتے ہیں حالاں کہ ایک نابالغ لڑکا بدمست سے زیادہ عقل رکھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغلوب العقل کا کوئی عقد بھی منعقد نہیں ہوتا نہ عقد بیع نہ عقد نکاح اور نہ طلاق۔ جنون یا عتاہت میں، نیند میں، بے ہوشی میں، ہذیان میں، بدحواسی میں (خواہ وہ اچانک حادثے کی وجہ سے ہو یا انتہائی غم و فکر یا شدید کرب، یا پاگل بنا دینے والے غصے کے سبب سے ہو) کوئی خرید و فروخت کا سودا معتبر نہیں۔ اسی طرح مغلوب العقلی کی حالت میں طلاق کو بھی غیر معتبر ہی سمجھنا چاہیے۔

یوں تو ہر مسئلے میں اختلافات موجود ہیں لیکن فیصلے کے لیے آخر کسی ایک کو ترجیح دینی پڑے گی۔ نشے کی طلاق کو مؤثر ماننے والے فقہا بہت ہیں، لیکن فیصلے کے لیے آخر کسی ایک کو ترجیح دینی پڑے گی۔ نشے کی طلاق کو مؤثر ماننے والے فقہا بہت ہیں لیکن میرا ذاتی

رجحان حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ عکرمہ، طاؤس اور جابر بن زید رضوان اللہ عنہم اجمعین کے فتاویٰ کی طرف ہے، یا امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے ان اقوال کی طرف ہے، جن میں وہ نشے کی طلاق کو غیر مؤثر تسلیم کرتے ہیں۔ میرے اس رجحان کی وجہ کتاب وسنت کا بتایا ہوا وہ طریقہ طلاق ہے جس سے بے سوچے سمجھے طلاق دینے کی نفی ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ مغلوب العقلی خواہ کسی وجہ سے ہو اس ہوش وحواس کے خلاف ہے جو تمام عقود کی جان ہے۔

اس سلسلے میں فقہا کی کچھ مزید تصریحات بھی سن لیجئے۔ یہ کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج ۴ ص ۲۸۱ تا ص ۲۸۴ کا خلاصہ ہے:-

(۱) اگر کوئی جان بوجھ کر نشہ پیدا کرے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن ازالۂ مرض کے لیے استعمال کرے، یا یہ گمان ہو کہ اس مقدار سے یا اس چیز سے نشہ نہ آئے گا۔ لیکن آجائے تو اس کی طلاق نہیں واقع ہوگی۔

(۲) اگر ایسی نشہ آور چیز استعمال کرے جس کا استعمال گناہ ہے تو فان طلاقہ یقع علیہ زجراً لہ (طلاق زجراً و توبیخاً واقع ہوگی) اور اگر اس کا استعمال گناہ کے ضمن میں نہ آتا ہو تو طلاق نہیں ہوگی۔

(۳) .... اذا شرب حشیشا و جن جنونا تاما فان طلاقہ لا یقع۔ اگر حشیش پی کر مکمل پاگل ہو جائے تو اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

(۴) امام صاحب کا مسلک یہ ہے کہ جو نشہ استعمال کر کے ہذیان بکنے لگے اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ اس حد تک پہنچ جائے کہ گویا پاگل ہو جائے۔ اور آسمان و زمین یا زن و مرد میں تمیز نہ کر سکے فانہ لا یترتب علیہ وقوع الطلاق اتفاقاً۔ (تو بالاتفاق اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی)

نیز اگر کسی کو علم ہو یا شک ہو کہ اس چیز سے نشہ پیدا ہو کر عقل جاتی رہے گی تو

اس کی طلاق واقع ہوگی۔ لیکن اگر اس کو معلوم ہو یا ظن غالب ہو کہ اس سے اس حد تک نشہ نہیں پیدا ہوگا مگر پیدا ہو جائے تو اس کی طلاق نہیں واقع ہوگی۔

ہمیں ان تمام تصریحات کی روشنی میں از سرِ نو غور کرنا چاہیے کہ طلاق سکران واقع ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ہم اپنے فہم کے مطابق اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سکران کی طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر ہوگی دوران عدت بہرحال وہ رجعی اور بعد عدت بائن ہوگی۔ مغلظہ کسی صورت میں نہیں ہوگی۔

ازدواجی زندگی کے لیے اہم قانونی تجاویز!

مولانا شاہ محمد جعفر پھلواروی

نکاح، جہیز، خلع، طلاق، تعدد ازدواج، مفقود الخبر، مہر، ترکہ وغیرہ کے متعلق صحت مند اور مدلل قانونی تجاویز۔ موجودہ مسلم عائلی قوانین کا بیشتر حصہ اس کتاب کی روشنی میں بنایا گیا ہے۔

صفحات ۱۱۲ - ۲۵/۱ روپے

ادارہ ثقافت اسلامیہ - کلب روڈ ——— لاہور